ساتھ اسکے ہو نہ اسکا قوم و خویش
کھینچتا جاتا ہو وہ اسکی مہار

راہ تو چلنا ہوا پیر ہو ن کہن
تازیانے سے کرین مجروح تن
لائیے رہبر کو کے لا یعنی سخن
کھینچنے کو ٹھہرین گر تلوون کی خار

راہ وہ لیجا دین جس مین ہو نہ آب
تک جو پانی مانگے وہ خانہ خراب
تب تئین جب گرم ہو خوب آفتاب
کھینچکر شمشیر اسے دکھلائین دھار

لیکن اسپر بھی وہ کب مجھسا ہوا
وہ جو پیادہ یون چلے اس شخص کا
قطع کی اسطرح سے منزل تو کیا
باپ ہو دوش محمدؐ کا سوار

باپ سے کی ہو وہ دادا ایک امام
وصف مین اسکے خدا کا ہو کلام
نسل سے اسکی امامت کا قیام
تب رکھے یہ ظلم اس پر اعتبار

دل مین کی جس آدمی کی گفتگو
اب یہی میرے تئین ہے آرزو
درد کی اپنے زبانی اس مین ہو
ظالمون سے گر چھڑاوے کردگار

ہووے جس صحرا مین نخل نونہال
دونون ہاتھ اپنے تئین اسکے ڈال
قد کسو بھائی کا اسکو کر خیال
مین لپٹ کر روؤن ڈھاڑین مار مار

عابدین القصہ کرتا تھا سخن
پیٹتے تھے سر کو سن مرد و زن
تھا عجب ماتم زمین سے تا زمن
خون برساتی تھی چشم اشکبار

سودا ہو خاموش کچھ آگے نہ کہہ
سنکے مرتے ہین گدا سے تا بشہ
دل تو خون ہو کر چلے آنکھون سے بہ
غم سے کاٹے ہین گلا بے اختیار

مرثیہ ایسا ہے تو نے یہ کہا
ہے یقین دلبر مرے روز جزا
جس سے حاصل ہو دو جگ کا مدعا
تجکو بخشا دینگے شاہ تاجدار

مرثیہ حضرت

بنت نبی فاطمہ کہتی ہین اے ذوالجلال
خاک پہ میدان کے بیچ تن تو پڑا ہی نڈھال
جسکے سرہانے یہ بانکھ رہتی تھی اسکا جال
سر کے تلے اسکے آج تکیہ ہے نیزے کی بھال

اسکا نواسا ہی یہ تھا جو وہ تیرا حبیب
طعمۂ تیغ ستم جبسے ہوا یہ غریب
جسکے تئین اب نہ دفن ہی نہ کفن یا نصیب
اسکے کسیکو نہین گور گڑھے کا خیال

تیغ سے تو عضو عضو اسکا جدا کر دیا
کاٹ کے خنجر سے سر نیزے پہ لے دھر دیا
سیس کو تو دے کیطرح تیر دنسو سب بھر دیا
اور تڑپتا ہوا تن گئے لوہو مین ڈال

سر کے تئین کا لکر لیچلے جب شامیان
کیونکہ نہ سر پیٹ پیٹ مین کرون آہ و فغان
اس تن بیجان پہ تیغ بہتون ز کی امتحان
ہو فری کا چو رنگ ہے آج محمدؐ کی آل

آہی گیا ایک بیک طرفہ بلا اسکے پیش
شانہ صفت غمسے مین کیونکہ نہون سینہ ریش
لیکئے سر اسکا شام با سر فرزند خویش
برچھی کا جھبا ہوئے گیسوؤن سے لیکے بال

یہ تو ر ہا ایک کنار لاش کو وہ دین کفن
سوکھتے ہین دھوپ سے خاک پہ عریان بدن
لے گئے ظالم اتار خون بھرے پیرہن
آج وہ کاٹے گئے باغ نبی کے نہال

اہل حرم کے تئین آ کے یہ غارت کیا
جنس سے پوشاک کی کیا کہون کیونکر لیا
ہاتھ مین چھلے کی قسم سے بھی نہ رہنے دیا
کر نیکو پاک اشک کی ایک پچھوڑا ر دمال

گوش ملک تک کبھو جن کی نہ پہونچی صدا
پردے سے باہر لے آئے ان کے تئین اشقیا
زاری و الحاح پر ان سے نہ کی اعتنا
آگ دی خیمے کو پھر لوٹ کے مال و منال

ایک بھی چادر نہ دی جس سے کرین وہ حجاب
لے چلے اس طرح سے شام کو اہل عذاب
سر کھلے ہر ایک یون جون ہو مہ و آفتاب
سبکو برہنہ بٹھا اونٹون پہ وقت زوال

راوی جانسوز نے دی ہے یہ آ کے خبر
عابد بیمار نے دیکھ کے لاش پدر
مقتل شہ سے ہوا ان کا جو نہی گذر
بولا سلام علیک ظلم کے اے پایمال

لیکے پھر آغوش مین وہ جسد چاک چاک
کہنے لگا لاش سے وہ سخن دردناک
منہ سے ملا اسکا خون ڈالی یہ سر اپنے خاک
سننے کی جسکے نہو سنگ کو ہرگز مجال

مین ترے قربان تن اے پدر مہربان
ڈھونڈھنے جاؤن اسے گر تو مجھے دے نشان
کہہ تو بھلا مجھ سے یہ سر ترا اب ہے کہان
کو بکو وہ بدہ دشت سے لے تا جبال

تجھسے ہوا ہے بھلا کیا گنہ اہل کین تو
تن پہ ترے اک جگہ زخم سے خالی نہین
ذبح کیا تشنہ لب کس لیے تیری تئین
خون سے تیرے زمین کیون ہوئی کربل کی لال

برسون جو پالا تجھے فاطمہؓ نے اس لیے
حیف ہے یہ زندگی تو مرے مجھسا جیے
تیغ جفا سے تو اب ہو کے پیاسا سیے
کیونکہ کٹین گے مجھے غم مین ترے ماہ و سال

دیکھون کس آنکھون سے مین یہ جسد پاش پاش
کیونکہ جیون کر نظر اکبر و اصغر کی لاش

آتی انھونکے عوض میرے تئین موت کاش
زندگی اسوقت ہے مجھپہ نہایت وبال

جاؤن مدینے اگر کسکو مین بابا کہون
مجکو بتا درد دل کس سے مین اپنا کہون
مجھسے جو تیری خبر پوچھے تو مین کیا کہون
دکھ کے بتاؤ جو تھے مرگئے روز قتال

تو تو اے بابا ہوا اس جگہ آکر مقیم
جان سے کے اشقیا مجکو کہ ہے یہ سقیم
شام کو اس طرح لیجاتے ہین تیرے یتیم
چھین کی ہیکل گلے طوق دیا میرے ڈال

اس تن بیجان نے سنکے یہ باتین کہا
شکر کی ہی یہ جگہ ہے نہ شکایت کی جا
کھا نہ غم اے نور چشم یونہین تھی حق کی رضا
کس کو ہی اس امر مین لاو نعم کی مجال

تیغ ستم سے ہوا گو کہ جدا سر ز تن
خوب ہوا جو ہوا مجھپہ یہ رنج و محن
اور رہی دشت مین لاش مری بیکفن
حق کے تو آگے نہین آج مجھے انفعال

مرتبہ رکھتا ہی یہ جملہ مراتب پہ فوق
راہ مین حق کی مرین خویش و برادر بذوق
سر ہو مرا نیزے پر تیرے گلے مین ہو طوق
اونٹون پہ جاوین اسیر ہو کے سب اہل عیال

چھٹکے جو اس قید سے جاوے مدینے کو تو
لیجو کہ تیرا حسین جگ سے گیا سرخرو
مرقد جد پہ مرے کہیو یہ سب ہو بہو
نزد حق دادرس خوب ہی اسکا مآل

عابد محزون کو جب کہکے یہ رخصت کیا
ساتھ جفا پیشونکے شام کا پینڈا لیا
ان نے تب اس لاش کے پانو پہ بوسہ دیا
دیدہ پر از خون دل سینہ پر از صد ملال

ختم کر اے مہربان اب تو یہ نظم کلام
حشر مین محشور ہو تو بجناب امام
مرثیہ کیا خوب طرح تجھ سے ہوا یہ تمام
مانگے جو کچھ اس جگہ رد نہو تیرا سوال

مرثیۂ دیگر حضرت امام

رووے وہ آل نبی سے جسے محبت ہے
یہ وہ ہے رات کہ فجر اسکی مین قیامت ہی
کرے وہ خاک بسر جسکو اس سے الفت ہی
حسین ابن علی کی شب شہادت ہی

ہوے ہین تین دن اسپر کہ بند ہے پانی
نظر مین ذبح ہی لیکن جون بچشم قربانی
مرے ہی پیاس کو مارے نبی کا وہ جانی
جگر کو فاطمہ زہرا کے یہ اذیت ہے

کریگا شیعون سے ہرچند آب کا وہ سوال
نہان خون مین وہ ڈوبیگا فاطمہ کا لال
ہو گلون سے تو ملنا ہی اسکو آب محال
اور آب ہم سے بہین کیا ہماری شامت ہی